دعوتِ اسلام
ایک اہم فریضہ

مولانا عتیق احمد بستوی

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ناشر

مکتبہ معہد الشریعہ، لکھنؤ

دعوت اسلام - ایک اہم فریضہ

غیر مسلموں میں تبلیغ ودعوت کی شرعی حیثیت اور اس کی ضرورت واہمیت کے بارے میں قرآن وسنت اور فقہِ اسلامی کی روشنی میں جامع اور مدلل گفتگو

پیش لفظ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مصنف

مولانا عتیق احمد قاسمی

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ناشر

مکتبہ معہد الشریعہ، لکھنؤ یوپی، انڈیا

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

بار سوم

شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ -- مئی ۲۰۱۵ء

نام کتاب	:	دعوت اسلام - ایک اہم فریضہ
مصنف	:	مولانا عتیق احمد قاسمی
کمپوزنگ	:	عبدالمغنی ندوی
صفحات	:	۴۰
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۳۵/روپے
ناشر	:	معہد الشریعۃ 504/56 مکارم نگر، ندوہ روڈ، لکھنؤ، یوپی (انڈیا)
ای میل:	:	m.ateeque.bastavi@gmail.co
موبائل	:	0091-9839776083

ناشر

مکتبہ معہد الشریعہ، لکھنؤ یوپی، انڈیا

فہرست مضامین

عناوین	صفحہ نمبر
حرفے چند	۴
حرف آغاز	۶
پیش لفظ وتعارف (مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)	۸
قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی کامیابی کا راز اور عہد حاضر کے مسلمانوں کی ذمہ داری (حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ)	۱۱
نبی آخر الزماںؐ کے بعد تبلیغ اسلام کی ذمہ داری کس پر؟	۱۳
دعوت اسلام اور امت مسلمہ	۱۴
مفسرین کی تشریحات	۱۵
دعوت اسلام فرضِ عین یا فرض کفایہ؟	۱۷
فرض کفایہ کی حقیقت	۱۹
فرضِ کفایہ کے بارے میں علماء کی تصریحات	۲۱
فرض کفایہ کے بارے میں مزید چند فوائد	۲۳
دعوت اسلام سے مسلمانوں کی غفلت	۲۵
ناقابل قبول عذر وتوجیہ	۲۶
تبلیغ اسلام کی اہمیت وفضیلت	۲۷
تبلیغ اسلام انسانی نقطۂ نظر سے	۳۰
دعوت اسلام امت مسلمہ کا ہتھیار	۳۱
توحید کی تبلیغ	۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفے چند

غیر مسلموں میں دعوت اسلام کے شرعی حکم کے بارے میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا، جس کی اشاعت ماہنامہ ''برہان دہلی'' اور اردو کے بعض دوسرے ماہناموں میں ہوئی، بعض احباب نے اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کی فرمائش کی، اس مضمون کے قدر دانوں میں حضرت مولانا محمد باقر حسین صاحب مرحوم (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ بستی) بھی تھے، مولانا نے بڑے اہتمام کے ساتھ اس مضمون کو ''دعوت اسلام - ایک اہم فریضہ'' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع فرمایا تھا، اس وقت مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ حیات تھے، ان سے اس مضمون پر پیش لفظ تحریر فرمانے کی درخواست کی گئی تو حضرت نے حسب معمول بڑی بشاشت کے ساتھ اس درخواست کو قبول کیا، اور بڑا ہی قیمتی پیش لفظ تحریر فرمایا، اس پیش لفظ میں حضرت مولانا علی میاںؒ کی خورد نوازی اور غیر مسلموں میں دعوت کے موضوع پر ان کی فکر مندی بہت واضح ہے، دارالعلوم الاسلامیہ بستی کی طرف سے وہ مضمون حضرت مولانا علی میاںؒ کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوا، اس رسالہ (دعوت اسلام - ایک اہم فریضہ) کو علمی و دعوتی حلقوں میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا، اور اس کی بڑی پذیرائی ہوئی۔

اس رسالہ کی دوبارہ اور سہ بارہ اشاعت جامعہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پھلت ضلع مظفر نگر سے ہوئی، اور یہ رسالہ علمی حلقوں میں دور دور پہنچا، اور اس کے نتائج بحث سے علماء اور اصحاب فقہ وفتاویٰ نے اتفاق کیا۔

ادھر کچھ عرصہ سے یہ رسالہ نایاب ہے، بہت سے اہل علم اور دعوتی کاموں میں مصروف افراد اس کا مطالبہ کرتے ہیں، اس لئے اس رسالہ کی نئی اشاعت کی جارہی ہے، مکتبہ معہد الشریعہ لکھنؤ کی طرف سے اس کی اشاعت ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کی نئی اشاعت بھی علمی اور دینی حلقوں میں مقبول ہو، اور مصنف کے لئے ذخیرہ آخرت بنے، واللہ المستعان ، وما ذلک علی اللہ بعزیز.

(مفتی) عتیق احمد قاسمی بستوی

صدر معہد الشریعہ لکھنؤ

استاذ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۴/۷/۱۴۳۶ھ-۱۴/۵/۲۰۱۵ء

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مضمون جواب کتابچہ کی شکل میں شائع ہو رہا ہے، طویل مدت تک غور وخوض اور مطالعہ کے بعد قلمبند کیا گیا ہے، میں نے کوشش کی ہے کہ اس مضمون کے ذریعہ مسلمانوں کے تمام طبقوں اور مختلف مکاتبِ فکر کو اس بنیادی اور اہم کام کی طرف متوجہ کروں جس کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے، اور جس کی ذمہ داری سلسلۂ نبوت کی تکمیل کے بعد امت مسلمہ کے کندھے پر ڈال دی گئی ہے۔

غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ ودعوت کا کام ''خیر امت'' ہونے کی بناء پر امت مسلمہ کی اولین ذمہ داری ہے اور یہی کام ان کی تمام مشکلات ومسائل کا حقیقی، پائدار حل بھی ہے، اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ اپنے مذہب وعقیدہ، تہذیب وثقافت کے ساتھ اس دنیا میں باعزت زندگی گزاریں اور پھلیں پھولیں تو انہیں سب سے پہلے اپنے اس کار منصبی کی طرف پوری توجہ کرنی پڑے گی، مجھے امید ہے کہ مسلمان تمام ذاتی وجماعتی مفادات سے بلند ہو کر اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں گے، اور عالم انسانیت کے سامنے اسلام کا وہ لازوال پیغام پیش کریں گے جس سے دور ہو کر انسانیت نے اپنے کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔

میری درخواست پر مخدوم گرامی، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کتابچہ کا ''پیش لفظ وتعارف'' تحریر فرمایا، اس پیش لفظ

وتعارف سے کتابچہ کی افادیت واہمیت دوچند ہوگئی، حضرت مولانا نے اپنی تحریر میں کتابچہ کا عطر کشید کردیا ہے اور بعض نئے گوشوں پر روشنی ڈالی ہے، اس بیش قیمت پیش لفظ پر ہم حضرت مولانا دامت برکاتہم کے بہت ممنون ہیں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی کتاب ''دینی دعوت کے قرآنی اصول'' کا ایک اقتباس بھی اس کتابچہ میں شامل کردیا گیا ہے، یہ اقتباس غیر معمولی اہمیت کا حامل اور دل ودماغ کے تاروں کو چھیڑنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا پیغام عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

میری دلی خواہش ہے کہ مسلمانوں کے تمام طبقوں اور جماعتوں تک یہ آواز پہنچے اور تمام مسلمان انفرادی واجتماعی طور پر برادران وطن میں اسلام کی تبلیغ ودعوت کا فریضہ انجام دینے کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔

(مفتی) عتیق احمد بستوی

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مارچ ۱۹۸۶ء

پیش لفظ وتعارف

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للہ و کفی و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطَفیٰ

اَمّا بعد! دعوت دین یا دعوت اسلام جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین وسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا وظیفۂ حیات تھی اس کی اصل حقیقت اور غرض وغایت پورے انسانی معاشرے کی دینی ودنیوی صلاح وفلاح تھی کہ وہ اپنے خالق کو پہچانیں، اور اس طرح اپنے کام اور مقام اور مقصد زندگی اور کائنات میں اپنی حیثیت کا عرفان کریں اور کفر وشرک کی مہلک بیماریوں سے نجات پا کر ایمان ویقین، تقویٰ وطہارت پر مبنی صالح وصحت مند معاشرہ قائم کریں اور حتی الامکان اپنے کسی بھی مخاطب، ہم وطن یا ہمسایہ کو خدا شناسی (اور اس کے نتیجے میں خود شناسی) کی دولت عظمٰی سے محروم نہ رکھیں، اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے دعوت اسلام کو کما حقہ خلق خدا تک پہونچایا، اور اس کو انہوں نے اپنی مبارک زندگیوں کا اولین وآخرین فریضہ ووظیفہ قرار دیا اور وہ اسی کے لئے جیتے اور اسی کے لئے جان دیتے اور مرتے رہے۔

دعوت اسلام کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی قربانیاں، جانفشانیاں، ایثار وقربانی کی تاریخ میں عدیم المثال ہیں اور انہوں نے دعوت وعزیمت اور جرأت واستقامت اور صبر وثبات کی ایسی بلند پایہ مثالیں پیش کی ہیں جن سے دعوت اسلام کے کارکنوں کو بڑا حوصلہ وولولہ ملتا ہے، اور اس راستہ کے نازک اور دشوار گذار مراحل میں ان کے مبارک نقش قدم مشعل راہ بنتے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے طرزِ دعوت وتبلیغ میں اصل مخاطب غیر مسلموں ہی کو بنایا جاتا ہے اور ان کے سخت دلوں کو ایمان

ویقین، سوز دروں، اخلاص اور اسوۂ حسنہ کی روشنی وگرمی سے موم بنا کر ایمان وعمل کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اور جب اس طرح مومنوں کی ''امت دعوت'' تیار ہو جاتی ہے تو اسے نبوی تعلیمات سے آراستہ کر کے غیر مسلموں کی ''امت اجابت'' کو اللہ کے دین کی طرف مدعو کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور یہ کار نبوت پوری امت کے اہل افراد پر فرض کر دیا جاتا ہے اور امت مسلمہ کو تو اسی دعوت کے لئے ''خیر امت'' قرار دیا گیا ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ (آل عمران:۱۱۰)

مگر دعوت دین کی اہمیت اور سب سے بڑے کار خیر ہونے کے باوجود امتِ مسلمہ کی اکثریت اس فرض کی ادائیگی کی طرف سے غافل نظر آتی ہے، جس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اسے متعدد ملکوں اور علاقوں سے اپنا وقار واعتبار اور حکومت واقتدار کھونا پڑا، اور جس کا خمیازہ وہ آج بھی بھگت رہی ہے، خصوصاً غیر مسلموں میں دعوتی کام نہ ہونے کے سبب نہ صرف یہ کہ غیر مسلم دولت اسلام سے بے بہرہ اور صحیح طرز زندگی سے نا آشنا ہیں بلکہ وہ اپنے اخلاق سوز وانسان دشمن نظریات وتحریکات اور باطل فلسفوں اور نظام حیات کو خود امت مسلمہ اور خیر امت کے سروں پر تھوپ رہے ہیں اور ملحدانہ ومشرکانہ غیر اخلاقی وغیر انسانی نظریہ ہائے حیات کی کشمکش خود عالم اسلام میں برپا ہے اور غیروں کی جنگ ہمارے نوجوان مسلمان لڑ رہے ہیں اور مجموعی طور پر سارا عالم اسلام دین حق کا داعی بننے کے بجائے باطل افکار ونظریات کا مدعو بلکہ طفیلی بنا ہوا ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے کتنا صحیح فرمایا تھا کہ ''اگر تم داعی نہیں بنو گے تو دوسروں کے مدعو بن جاؤ گے''

ہمیں خوشی ہے کہ عزیز مکرم مولوی عتیق احمد صاحب بستوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے جو فقہی ذوق کے ساتھ تحریر وانشاء کی بھی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں اس مسئلے کی طرف توجہ کی اور اہل علم کو ایک فرض کفایہ کی حق تلفی کی طرف متوجہ کیا، انہوں نے فرض کفایہ کی خاص طور پر اچھی تشریح کی ہے

اور کتاب وسنت اور فقہائے امت کی تصریحات سے اس فرض کی کما حقہ ادائیگی پر زور دیا ہے جس کے بغیر خیر وصلاح کی کوئی دعوت مؤثر نہیں رہتی اور نہ اس سے صرف نظر کر کے کسی بہتر تبدیلی کی امید کی جاسکتی ہے، مجھے امید ہے کہ مسلمانوں کے دعوتی وتبلیغی حلقے اس کتابچے کے ذریعہ غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت وافادیت محسوس کر کے اپنی دعوتی سرگرمیوں کو صحیح رخ دینے اور اس میں ضروری سرگرمی لانے کی کوشش کریں گے اور اس طرح انبیاء علیہم السلام کی اس سنت اور اسوہ پر عمل کرتے ہوئے جس کا قرآن مجید نے ان کے تذکروں میں فرداً فرداً ذکر کیا ہے، دنیا کو دولت اسلام سے مالا مال اور اس کی ضرورت وافادیت کو عالمگیر پیانہ پر ثابت کریں گے۔

والله ولی التوفیق ولیس ذلك علی الله بعزیز

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۱۷/جمادی الآخرۃ ۱۴۰۶ھ

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی کامیابی کا راز
اور عہد حاضر کے مسلمانوں کی ذمہ داری

از: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قرون اولیٰ کی ساری عزتیں اور شوکتیں اسی تبلیغ دین کے معیار سے ابھریں اور اسی دعوت الی اللہ کے راستہ سے رونما ہوئیں، بالاصالۃ ان کے سامنے نہ ملکی فتوحات تھیں نہ سعی اقتدار اور جاہ طلبی، نہ انہوں نے کبھی کسی قوم سے یہ کہہ کر جنگ کی کہ گدی ہمارے لئے خالی کر دیا تخت ہمارے لئے چھوڑ دو، بلکہ ان کا مطمح نظر صرف ایک ہی تھا کہ دنیا کی اقوام ایک ہی ہمہ گیر اور آخری مگر جامع اور مستند دین کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں ان کا اقتدار انہیں مبارک رہے، اگر وہ دین قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو یقیناً اس پر مجبور بھی نہیں ہیں مگر اس صورت میں باعزت مصالحت ومسالمت اور بقاء باہمی کا معاہدہ کریں اور دینی دعوت کے لئے پر امن کھلے راستے چھوڑ دیں تا کہ جن جن قلوب میں سعادت کی صلاحتیں اجاگر ہوں وہ اس کے قبول کرنے پر غور و فکر کر سکیں۔

بہرحال قرون اولیٰ کی برگزیدہ قوم اسی دعوت کے نصب العین سے دنیا میں آگے بڑھی اور آخرت میں فائق ہوئی اس لئے جہاں وہ دین کی روشنی اور نور حق کے پھیلانے میں کامیاب ہوئی وہیں اس کے ضمن میں اسے ملک وقوت اور شوکت وسطوت بھی ملی جو براہ راست خود اسے مطلوب نہ تھی بلکہ

دین کو مطلوب تھی مگر اس کا ذریعہ وہ تھے، جس سے ان کا استغنا اور قوموں کے ساتھ عطاء و جود اور امن و دین کی داد و دہش کا نصب العین اونچا رہا اور وہ دست نگری یا اقوام کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے ہمیشہ بالاتر رہے، آج کی امت بھی اسی نقش قدم سے آگے بڑھ سکتی ہے نہ کہ اس سے ہٹ کر کسی دوسری راہ سے۔

کیا مسلم قوم کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ وہ اقوام کی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روائتی استغنا اور غیر تمندی کی بنیادوں پر کھڑی ہو اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوت دین ہی کے راستہ سے نمایاں ہو سکتا ہے۔

اس لئے میری ناچیز رائے یہ ہے کہ اگر سب نہیں تو کم از کم اربابِ علم و بصیرت کی ایک جماعت سارے موہوم منصوبوں کو چھوڑ کر دعوت الی اللہ کے لئے کمربستہ ہو جائے اور اپنوں سے گذر کر دوسری اقوام کے ساتھ انتہائی خیر خواہی، اعلیٰ ترین شفقت و ملاطفت اور کامل ترین دلداری اور دلپذیر عنوانوں سے انہیں دین حق کی طرف مائل کرنے پر لگ جائے اور اس کی زندگی کا واحد نصب العین غیروں کے سامنے اسلام پیش کرنا اور انہیں دین حق کی دعوت دینا ٹھہر جائے وہ نہ رسمی تنظیموں کی فکر میں پڑے اور نہ عہدوں کی الجھنوں میں پھنسے کہ یہ سب تفریق و تخریب کے راستے ہیں بلکہ ایک مرکز بنا کر سادگی و بے تکلفی اور بے غرضی کے ساتھ اپنی ساری صلاحیتیں دعوت الی اللہ میں صرف کرنے کے لئے مستعد اور چست ہو جائے۔

(دینی دعوت کے قرآنی اصول صفحہ: ۱۵-۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن پاک نے اس حقیقت کا بار بار اعلان کیا ہے کہ آخرت میں انسان کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ایمان وکفر پر ہے، مومن اپنی تمام بداعمالیوں کے باوجود ایک نہ ایک دن جنت کی ابدی غیر فانی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا اور کافر اپنی تمام خوبیوں، بلند انسانی صفات اور حسن کردار کے باوجود ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کے ناقابل تصور زہرہ گداز اعذاب میں گرفتار رہے گا، کیونکہ کافر خدا کا باغی ہے، اور گنہگار مسلمان نافرمان لیکن پشیمان رعیت۔ اسی لئے اللہ جل شانہ نے انسانوں کو کفر کی ہولنا کیوں سے بچانے اور ایمان کی فرحت بخش، روح افزا وادی میں لانے کے لئے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا، تھوڑے تھوڑے وقفہ سے انبیاء کرام تشریف لاکر توحید کی دعوت دیتے رہے، اس پاک جماعت نے ہر قسم کے مظالم وسختیاں جھیل کر حق کا آوازہ بلند کیا، کفر وشرک کی مذمت اور اس کے خطرات سے آگاہ کرنا اس مقدس جماعت کا پسندیدہ مشغلہ تھا، انبیاء کرام نے اس سلسلہ میں ادنیٰ غفلت ومداہنت سے کام نہیں لیا بلکہ پوری دنیا سے لڑائی مول لے کر، اپنے والدین، بھائیوں، عزیزوں کی مخالفت کی پروانہ کرتے ہوئے دعوت وتبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔

نبی آخر الزماں کے بعد تبلیغ اسلام کی ذمہ داری کس پر؟

نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ سنہرا سلسلہ مکمل ہو گیا اور اللہ جل شانہ نے اس سلسلہ کے بند ہونے کا اعلان فرمادیا، آپ کو خاتم النبیین کے عظیم الشان لقب سے نوازا گیا، مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد دنیا سے بالکل کفر وشرک مٹ گیا اور دنیا کا ہر فرد حلقہ بگوش اسلام ہو گیا، اس لئے کسی رسول ونبی کو مبعوث کرنے کی ضرورت نہیں

رہی؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوا، شرک وکفر پورے زور وقوت کے ساتھ نئی نئی شکلوں میں تاریخ کے ہر دور میں موجود رہے اور اب تک چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی ستیزہ کار ہے، تو پھر کیا (نعوذ باللہ) اللہ جل شانہ کو انسانوں سے پہلی سی ہمدردی نہیں رہی، ان پر پہلی سے شفقت نہیں رہی کہ انسان چاہے ہلاکت وبربادی کے کسی عمیق و پُر خار غار میں گرے خداوند تعالیٰ کو اس کی ذرا بھی پروا نہیں۔ اللہ جل شانہ کے بارے میں ایسی بدگمانی کسی طرح جائز نہیں ہے، اس کی ذات وصفات تغیر پذیر نہیں ہیں، پہلے کی طرح اب بھی وہ بندوں پر انتہائی شفیق ومہربان ہے، اس کی شفقت ومحبت ماں باپ کی شفقت ومحبت سے کہیں بڑھ کر ہے، جب ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو اب قابل تحقیق بات یہ ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد توحید کی تبلیغ ودعوت اور کفر وشرک کے دلدل سے انسانیت کی کشتی نکالنے کا کام اللہ جل شانہ نے کس فرد یا جماعت کے سپرد فرمایا؟

دعوتِ اسلام اور امت مسلمہ

قرآن وحدیث پر جس شخص کی تھوڑی سی بھی نظر ہے وہ بہ آسانی بتا سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ نازک اور اہم ذمہ داری امت محمدیہ کے سر ڈالی ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی کو امت محمدیہ کا سرمایۂ عز وافتخار قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران: ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف لوگوں کو دعوت دیا کریں اور نیک کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اسی سورت میں چند آیتوں کے بعد ارشاد باری ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران: ۱۱۰)

تم اے امت محمدیہ، بہترین امت ہو، ایسی امت جو عام لوگوں کے فائدے کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

غیر مسلموں میں تبلیغ و دعوت دین کی شرعی حیثیت پر متعدد آیات اور بے شمار احادیث سے روشنی پڑتی ہے لیکن مذکورہ بالا دونوں آیتیں اس بارے میں بہت واضح اور صریح ہیں۔

دوسری آیت میں امر بالمعروف، نہی عن المنکر ہی کی بناء پر امت مسلمہ کو خیر امت کا خطاب دیا گیا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ سب سے بڑا معروف ایمان و توحید اور سب سے بڑا منکر کفر و شرک ہے، لہذا یہ چیزیں امر بالمعروف نہی عن المنکر کے دائرہ میں سب سے پہلے آتی ہیں، پہلی آیت میں امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے علاوہ مستقل طریقہ پر دعوت الی الخیر کو بھی امت محمدیہ کا فریضہ بتایا گیا ہے، دنیا کا سب سے بڑا خیر ایمان و توحید ہے بلکہ ہر چھوٹے بڑے خیر کی قبولیت کی اولین شرط ایمان و توحید کا وجود ہے، پھر وہ دعوت الی الخیر میں کیوں داخل نہیں ہوگا۔

ان آیات کی روشنی میں علماء مفسرین کا اجماع ہے کہ دعوت الی الخیر جس کا سب سے اہم شعبہ غیر مسلموں میں تبلیغ و دعوتِ دین ہے، امت مسلمہ کے ذمہ فرض ہے، آیئے اس بارے میں مفسرین کے اقوال پر ایک نظر ڈالیں۔

مفسرین کی تشریحات

علامہ فخر الدین رازیؒ پہلی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

نقول إما الدعوة إلى الخير فافضلها الدعوة إلى إثبات ذات الله وصفاته وتقديسه عن مشابهة الممكنات وإنما قلنا إن الدعوة إلى الخير تشتمل علىٰ ما ذكرنا لقوله تعالىٰ أُدعُ إلى سبيل ربكَ بالحِكمَةِ والمَوعظَةِ الحسنة الخ (تفسیر کبیر، ص:۲۰، ج:۳)

ہم کہتے ہیں کہ دعوت الی الخیر میں سب سے افضل اللہ کی ذات و صفات کو ثابت کرنے اور ممکنات کی مشابہت سے اللہ جل شانہ کے بلند و پاک ہونے کی دعوت ہے، ہم نے مذکورہ بالا چیزوں کو

دعوت الی الخیر میں اس ارشاد باری کی روشنی میں شامل کیا ہے" آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے، الخ

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ومن الناس من فسر الخير بمعروف خاص وهو الإيمان بالله تعالىٰ وجعل المعروف في الآية ما عداه من الطاعات ......ويويده ما اخرجه ابن ابی حاتم عن مقاتل ان الخير الإسلام والمعروف طاعة الله والمنكر معصيته (روح المعانی،ص:۲۱،ج:۲)

بعض لوگوں نے تفسیر کی ہے کہ خیر سے مراد اللہ جل شانہ پر ایمان ہے اور معروف سے ایمان کے علاوہ دوسری طاعات مراد ہے، اس کی تائید ابن ابی حاتم کی اس روایت سے ہوتی ہے جو مقاتل سے مروی ہے کہ خیر سے مراد اسلام ہے، معروف سے مراد اللہ کی اطاعت اور منکر سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے۔

علامہ رشید رضاؒ زیادہ وضاحت سے اسی بات کو لکھتے ہیں:

ثم إن هذه الدعوة إلى الخير والأمر والنهي لها مراتب فالمرتبة الأولىٰ هي دعوة هذه الأمة سائر الأمم إلى الخير وأن يشاركوهم فيما هم عليه من الفوز والهدى وهو الذي يتجه به قول المفسران المراد بالخير الإسلام (تفسیر المنار،ص:۲۷،ج:۴)

پھر اس دعوت الی الخیر، امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے چند درجے ہیں، پہلا درجہ یہ ہے کہ یہ امت دوسری قوموں کو بھلائی کی دعوت دے اور اسے جو فوز وفلاح اور ہدایت حاصل ہے اس کی طرف دوسری قوموں کو بلائے، اسی سے مفسر کے اس قول کی توجیہ ہوتی ہے کہ خیر سے اسلام مراد ہے۔

علامہ قرطبی (متوفی:۶۷۱ھ) اپنی مایۂ تفسیر میں لکھتے ہیں:

جعل تعالىٰ الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فرقا بين المؤمنين والمنافقين فدل علىٰ إن أخص أوصاف المؤمن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ورأسها الدعاء إلى الإسلام والقتال عليه (الجامع لأحكام القرآن للقرطبی،ج:۴،ص:۴۷)

اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف، نہی عن المنکر کو مومنین اور منافقین کے درمیان وجہ امتیاز قرار دیا ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مومن کا مخصوص ترین وصف امر بالمعروف، نہی عن المنکر ہے اور اس میں سب سے اہم اسلام کی طرف دعوت دینا اور اس راہ میں جہاد کرنا ہے۔

دعوت اسلام فرض عین یا فرض کفایہ؟

علماء کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ دعوت الی الخیر امر بالمعروف، نہی عن المنکر امت مسلمہ پر فرض ہے لیکن ایک گروہ نے اسے فرض عین کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ہر مسلمان پر اس فریضہ کی ادائیگی حسب استعداد اور حسب حال ضروری ہے، اکثر علماء نے اسے فرض کفایہ قرار دیا ہے۔

مشہور مفسر ابو حیان اندلسی آیت وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ کے تحت لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ کا قول مِنكُمْ بعضیت پر دلالت کرتا ہے، ضحاک اور طبری نے یہی بات کہی ہے، کیونکہ دعوت الی الخیر، امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی صلاحیت انہیں لوگوں میں ہے جو معروف ومنکر سے واقف ہوں، اور اس فریضہ کی ادائیگی کے طریقہ سے واقف ہوں، کیونکہ جو شخص ناواقف ہے وہ بسا اوقات منکر کا حکم دینے لگے گا، اور معروف سے روکنے لگا گا اور کبھی اپنے مذہب (فقہی مذہب ومسلک) کا کوئی حکم جو دوسرے مذہب کے خلاف ہے اس کے بارے میں امر ونہی کرنے لگے گا، کبھی نرمی کے موقع پر سختی کرے گا کبھی سختی کے موقع پر نرمی کرے گا، اس بنیاد پر "من" تبعیض کے لئے ہے اور اس حکم کا تعلق امت کے بعض افراد کے ساتھ ہے، جن میں اسے انجام دینے کی اہلیت وصلاحیت ہے، جمہور کی رائے یہی ہے کہ یہ کام فرض کفایہ ہے، اگر بعض افراد اس کام کو انجام دے لیں تو دوسروں کے ذمہ سے بھی ساقط ہوجائے گا، علماء کی ایک جماعت اسے فرض عین کہتی ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ اس کی قدرت اور استطاعت کے لحاظ سے امر بالمعروف نہی عن المنکر ضروری ہے"۔

(البحر المحیط، ص:۲۰، ج:۳)

آخری دور کے مفسرین میں شیخ محمد عبدہؒ اور ان کے شاگرد علامہ رشید رضاؒ دعوت وتبلیغ

امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فرض عین ہونے کے حامی ہیں لیکن فرض عین کی نوعیت واضح کرتے ہوئے شیخ محمد عبدہ نے بڑی معتدل اور متوازن بات لکھی ہے، استاذ محمد عبدہ نے فرمایا:

''امت مسلمہ کا تمام امتوں کو اس خیر وفلاح کی طرف بلانا جو اسے حاصل ہے، اس کا فوری طور پر ہر فرد سے مطالبہ نہیں ہے، ہاں ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنا نصب العین بنالے اور جب دوسری اقوام کا کوئی شخص اسے ملے تو اس کو دین اسلام کی طرف بلائے، یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد اسی کام کے لئے وقف ہوجائے، اور اس کام کے لئے سفر کرے، اس فریضہ کی ادائیگی تو وہ جماعت کرے گی جس نے اس کام کے لئے پورے تیاری کی ہو، اور سارے افراد اس وقت یہ فریضہ انجام دیں گے جب ان کے اندر اس کی استطاعت وقدرت پیدا ہوجائے گی، یہ کام فریضہ حج کے مشابہ ہے جو فرض عین ہے لیکن انہیں لوگوں پر ہے جن میں استطاعت واہلیت ہے''۔

جناب مفتی محمد شفیع صاحبؒ معارف القرآن میں آیات بالا کے ذیل میں تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ان تمام آیات وروایات سے یہی ثابت ہوا کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر امت کے ہر فرد پر لازم ہے، البتہ تمام احکام شرعیہ کی طرح اس میں بھی ہر شخص کی قدرت واستطاعت پر احکام دائر ہوں گے...... پھر استطاعت وقدرت ہر کام کی جدا ہوتی ہے۔ امر بالمعروف کی قدرت تو پہلے اس پر موقوف ہے کہ وہ معروف ومنکر اس شخص کو پوری طرح صحیح صحیح معلوم ہو، جو شخص خود معروف ومنکر سے واقف نہیں اس پر یہ فریضہ تو عائد ہے کہ واقفیت پیدا کرے اور احکام شرعیہ کے معروف ومنکر کا علم حاصل کرے، اور پھر اس کے مطابق امر بالمعروف نہی عن المنکر کی خدمت انجام دے، لیکن جب تک اس کو واقفیت نہیں اس کا اس خدمت کے لئے کھڑا ہونا جائز نہیں...... امر بالمعروف کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت وارشاد ہی کے لئے قائم رہے، اس کا وظیفہ ہی یہی ہو کہ اپنے قول وعمل سے لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف بلائے، اور اگر کوئی حکومت یہ فریضہ انجام نہ دے تو

تمام مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ وہ ایک ایسی جماعت قائم کریں، کیونکہ ان کی حیات ملی اسی وقت تک محفوظ رہے گی جب تک یہ جماعت باقی ہے...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے تو یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس کی ضرورت خاص مواقع پر ہوگی جب وہ منکرات دیکھے جائیں لیکن یَدْعُونَ إلى الخير کہہ کر بتلا دیا کہ اس جماعت کا کام دعوت الی الخیر ہوگا، اگر چہ اس وقت منکرات موجود نہ ہوں یا کسی فرض کی ادائیگی کا وقت نہ ہو...... پھر اس دعوت الی الخیر کے بھی دو درجے ہیں، پہلا یہ کہ غیر مسلموں کو خیر یعنی اسلام کی طرف دعوت دینا ہے، مسلمانوں کا ہر فرد عموماً اور یہ جماعت خصوصاً دنیا کی تمام قوموں کو خیر یعنی اسلام کی طرف دعوت دے، زبان سے بھی اور عمل سے بھی"۔

(معارف القرآن، ج:۲، ص:۱۳۶ تا ۱۴۰ ملخصاً)

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یوں تو اپنی اپنی استطاعت وقدرت کے اعتبار سے امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوت الی الخیر امت مسلمہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے لیکن شریعت کا یہ مطالبہ نہیں ہے کہ امت کا ہر فرد انہیں کاموں کے لئے وقف ہوجائے، ہاں اللہ جل شانہ کا یہ حکم ضرور ہے کہ امت مسلمہ کے اندر ہر دور میں ایسی جماعت موجود ہو جو غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت اور مسلمانوں میں امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوت الی الخیر کو اپنی زندگی کا نصب العین اور شب وروز کا مشغلہ بنالے، ایسی جماعت تیار کرنا، اس کی ضروریات کا تکفل اور اس کے لئے اسباب ووسائل کی فراہمی مسلمانوں کی اجتماعی اور ملی ذمہ داری ہے، اگر امت مسلمہ ایسے افراد سے خالی ہے جو اس فریضہ کو انجام دے سکیں یا ایسے افراد موجود تو ہیں لیکن امت کی سرد مہری، اپنی معاشی مجبوری اور دنیوی ضروریات کی بناء پر وہ لوگ اپنے کو اس کام کے لئے وقف نہیں کر پاتے تو پوری ملت اسلامیہ تارکِ فریضہ قرار پائے گی، جمہور نے اس کام کو جو فرض کفایہ قرار دیا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔

فرض کفایہ کی حقیقت

اس موقع پر فرض کفایہ کی تھوڑی سی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے، فرض کفایہ کا لفظ سن کر

عام طور سے لوگوں کا ذہن نماز جنازہ کی طرف جاتا ہے اور نماز جنازہ پر قیاس کرتے ہوئے ہر فرض کفایہ کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ چند آدمی اگر اس کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہو جائیں تو سب کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہو جاتا ہے، لہذا اگر دنیا کے مختلف گوشوں میں چند افراد بھی تبلیغ ودعوت، امر بالمعروف نہی عن المنکر کی ادائیگی میں لگے ہوئے ہیں تو ساری امت مسلمہ گناہ سے بچ جائے گی۔ یہ ساری غلط فہمی فرض کفایہ کی حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے ہے۔

اسلام نے جن کاموں کو فرض کفایہ یا واجب علی الکفایہ قرار دیا ہے ان کا مطالبہ امت مسلمہ کے ہر فرد سے انفرادی طور پر نہیں ہوتا، بلکہ امت سے اجتماعی طور پر مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کاموں کو بحسن وخوبی انجام دے اور اتنے افراد اس کام میں لگ جائیں جو اسے کماحقہ انجام دے سکیں، اگر ہر شخص نے دوسرے پر ٹال دیا، کوئی اس کی ادائیگی کے لئے تیار نہیں ہوا، یا صرف گنے چنے لوگ اس کام میں لگے جو اسے پورا نہ کر سکے تو پوری امت پر ترکِ فریضہ کا وبال ہوگا، مثلاً نماز جنازہ اور جہاد فی سبیل اللہ دونوں فرض کفایہ ہیں اگر نماز جنازہ اور میت کی تکفین وتدفین کے لئے ۸-۱۰ آدمی تیار ہو گئے اور انہوں نے حسن وخوبی کے ساتھ یہ فریضہ انجام دے لیا تو ساری امت گناہ سے بچ گئی، کیونکہ ۸-۱۰ آدمیوں ہی کے ذریعہ یہ فرض کفایہ انجام پا گیا، اس کے برخلاف اگر دشمن سے جہاد وقتال کے لئے صرف پندرہ بیس افراد تیار ہوئے جو دشمن کا ایک معمولی حملہ بھی نہیں روک سکتے اور دشمنانِ اسلام کی فوج فتحیاب ہوتی رہی تو کیا ان پندرہ بیس افراد کی مستعدی اور جاں نثاری پوری امت کو ترک فریضہ کے گناہ سے بچا سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، فریضۂ جہاد سے امت مسلمہ اسی وقت سبکدوش ہو سکتی ہے جب کہ امت کے اتنے افراد اس فریضہ کی ادائیگی میں لگ جائیں، جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کر سکیں، دشمن کو ناکام وذلیل کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کی اہم ذمہ داری پوری کر سکیں۔

اگر عالم اسلام کے ایک خطہ میں مجاہدوں کی سرفروش جماعت موجود ہے جو اس خطہ کی حفاظت اور وہاں اعلاء کلمۃ اللہ کر رہی ہے لیکن دوسرے خطوں کے مسلمان اپنے علاقوں میں فریضۂ

جہاد سے غفلت برت رہے ہیں اور ان علاقوں میں کفار ومشرکین مسلمانوں کی جان ومال اور آبرو سے کھیل رہے ہیں تو کیا صرف اس خطہ کے مجاہدین کی سرفروشی اور جاں بازی ساری دنیا کے مسلمانوں کو فریضۂ جہاد سے سبکدوش کردے گی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ عالم اسلام کے ہر علاقہ میں مجاہدین کی ایسی جماعت کی موجودگی ضروری ہے جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرسکے، کسی خطہ کے مسلمان اگر اس میں مجرمانہ غفلت برتتے ہیں تو وہ ترکِ فریضۂ جہاد کے وبال سے نہیں بچ سکتے، خلاصہ یہ کہ محض چند افراد کا فرض کفایہ کی ادائیگی میں لگ جانا ان چند افراد کو تو گناہ سے بچا سکتا ہے لیکن پوری امت تو فرض کفایہ سے اسی وقت سبکدوش ہوگی جب اتنے افراد اور ایسے افراد اس کام میں لگ جائیں جو بحسن وخوبی اسے انجام دے لیں۔

فرض کفایہ کے بارے میں علماء کی تصریحات

فرض کفایہ کی یہ تشریح طبع زاد اور ایجاد بندہ نہیں ہے، بلکہ ہمارے قدیم علماء وفقہاء نے اسے صراحۃ اور اشارۃً تحریر فرمایا ہے۔

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی لکھتے ہیں: ''فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسے وہ لوگ ادا نہیں کریں گے جو اسے انجام دے سکتے ہیں تو سب لوگ گنہگار ہوں گے، اور اگر اتنے لوگ اس کو ادا کرلیں گے جو اس کام کے لئے کافی ہیں تو سب لوگوں کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہوجائے گا''۔(۱)

امام الحرمین عبدالملک جوینی (متوفی: ۴۷۸ھ) لکھتے ہیں: ''امر بالمعروف فرض کفایہ ہے، لہٰذا اگر ہر علاقہ میں اتنے افراد امر بالمعروف کا فریضہ انجام دینے لگیں جو اس کے لئے کافی ہوں تو باقی لوگوں سے فریضہ ساقط ہوجائے گا''۔(۲)

مشہور حنفی اصولی اور محقق ابن امیر الحاج لکھتے ہیں: ''واجب علی الکفایہ ایسا لازمی کام ہے جس کا حصول اور وجود شریعت کو مطلوب ہو، کرنے والوں کی ذات مقصود اور متعین نہ ہو (یعنی شریعت کا

---

(۱) المغنی، ج۱۰، ص:۳۶۴۔ (۲) کتاب الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اُصول الاعتقاد للجوینی، ص:۳۶۹

(۳) التقریر والتحریر، ج:۲، ص:۱۳۵۔

مطالبہ صرف یہ ہو کہ وہ کام ہو جانا چاہئے، کرنے والے افراد کوئی بھی ہوں)'' (۳)

فقہ شافعی کی مشہور کتاب ''الاقناع'' میں ہے ''عام حالات میں جب کہ کفار حملہ آور نہ ہوں، اپنے ملک میں ہوں جہاد فرض کفایہ ہے، جب اسے اتنے لوگ انجام دیں گے جو اس کے لئے کافی ہیں تو سب کے سر سے گناہ ختم ہو جائے گا۔'' (۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: ''اسی طرح امر بالمعروف، نہی عن المنکر متعین طور پر ہر فرد پر لازم نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے، چونکہ جہاد بھی امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا تکملہ ہے اس لئے وہ بھی فرض کفایہ ہے، اسی لئے اگر اتنے اور ایسے لوگ فریضۂ جہاد میں نہ لگیں گے جو اس فریضہ کی ادائیگی کر سکیں تو ہر قادر شخص اپنی قدرت کے اعتبار سے گنہگار ہوگا، کیوں کہ جہاد ہر شخص پر اس کی قدرت کے اعتبار سے واجب ہوتا ہے''۔ (۲)

شیخ محمد اعلیٰ تھانوی ''کشاف اصطلاحات الفنون'' میں لکھتے ہیں: ''واجب کی فاعل کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، فرض عین، فرض کفایہ، فرض کفایہ وہ واجب ہے جس میں اس کام کا ہونا مقصود ہو، کرنے والے مکلفین میں سے کوئی بھی بعض افراد ہوں، اور فرض عین اس کے برخلاف ہے، فرض کفایہ کی مثال جہاد ہے، اس کا مقصد مومنین کی حفاظت، دشمن کی تذلیل اور اعلاء کلمۃ الحق ہے، عمل جہاد کے جاری رہنے سے یہ مقصد حاصل ہوتا ہے، جہاد کرنے والی کوئی بھی جماعت ہو، اسی طرح اسلام کی حقانیت پر دلائل قائم کرنا اور شکوک وشبہات کو دفع کرنا یہ بھی فرض کفایہ ہے، کیونکہ اس کا مقصد اہل باطل کے شبہات سے دینی بنیادوں کو تزلزل اور ضعف سے بچانا ہے اور یہ مقصد بعض افراد کی انجام دہی سے بھی حاصل ہو جاتا ہے''۔ (۳)

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنے مخصوص اسلوب میں فرض کفایہ کی اسی حیثیت کو نمایاں کیا ہے:

''فرض کفایہ سے مقصود وہ احکام ہیں جو بحیثیت جماعت واجتماع قوم پر فرض ہیں، نہ کہ بحیثیت

---

(۱) الاقناع، ج:۵، ص:۴۔۵ (۲) فتاویٰ ابن تیمیہ، ج:۲۸، ص:۱۲۶۔ (۳) کشاف اصطلاحات الفنون، ص:۱۴۴۷۔

فردوانفرادی، یعنی ایسے فرائض جو مسلمان جماعتوں اور آبادیوں کے ذمہ عائد کردئے گئے ہیں کہ ان کا انتظام کردیں، پس انتظام ہوجانا چاہئے، یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد بہ ذات خاص اس میں حصہ بھی لے، اگر ایک گروہ نے ایک وقت میں انجام دے دیا تو باقی مسلمانوں پر سے اس وقت ساقط ہوگیا، جیسے تجہیز وتکفین اموات اور نماز جنازہ البتہ ایک مسلمان کے لئے عزیمت اسی میں ہوگی کہ ادائے فرض کفایہ میں بھی شخصاً حصہ لے، فروض کفایہ میں شریعت کا خطاب اشخاص سے نہیں بلکہ جماعت سے ہے، پس ہر مسلمان جماعت وآبادی کو اس کا انتظام کردینا چاہئے، جب انتظام ہوگیا تو اس آبادی کے بقیہ افراد پر اس کا وجوب باقی نہ رہے گا''۔(۱)

فرض کفایہ کے بارے میں چند فوائد

فرض کفایہ کی مخاطب تو پوری امت مسلمہ ہے لیکن امت کے ہر فرد پر اس کی ادائیگی کی یکساں ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ ہر شخص کی صلاحیت اور قدرت کے اعتبار سے اس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اگر فرض کفایہ کی ادائیگی نہ کی گئی تو ہر شخص اپنی قدرت وصلاحیت کے اعتبار سے گنہگار ہوگا، فرض کفایہ کے اولین مخاطب وہ افراد ہیں جن میں اسے ادا کرنے کی پوری صلاحیت ہے، ان کے بعد ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو خود اس فریضہ کی ادائیگی کی صلاحیت تو نہیں رکھتے لیکن باصلاحیت افراد کو اس کے لئے تیار کرسکتے ہیں یا اس کی ادائیگی میں کسی قسم کا تعاون کرسکتے ہیں، مثلاً غیر مسلموں میں تبلیغ ودعوت اسلام فرض کفایہ ہے، اس فریضہ کی ادائیگی کے اصل ذمہ دار امت کے وہ افراد ہیں جو اپنے علم وفضل، ذہانت وتدبر اور بعض دوسری صفات کی بناء پر اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہیں، امت کے بقیہ افراد خود اس فریضہ کی ادیئگی کے اصل ذمہ دار تو نہیں ہیں لیکن اس بات کے مکلّف ضرور ہیں کہ اس ادائیگی فریضہ میں جس قسم کا تعاون پیش کرسکتے ہوں پیش کریں، مثلاً فریضہ کی ادائیگی میں مشغول ہونے والے افراد کی اخلاقی ومعاشی امداد، ان کی ضروریات کا تکفل، اس کام کے لئے فضا ہموار کرنا اور

---

(۱) مسئلہ خلافت اور جزیرۃ العرب، ص:۱۶۱

سینہ سپر ہونا، ان دونوں جماعتوں سے اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں جس قدر غفلت اور کوتاہی ہوتی ہے اسی حساب سے ان سے مواخذہ ہوگا۔

علامہ شاطبیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الموافقات میں فرض کفایہ پر قدرے مبسوط بحث کی ہے، انہوں نے پہلے مفصل اور مدلل انداز میں یہ بات ثابت کی ہے کہ فرض کفایہ کے اصل اور اولین مخاطب صرف وہ افراد ہیں جن میں اسے ادا کرنے کی صلاحیت ہے، پھر لکھتے ہیں: ''لیکن مجازی طور پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فرض کفایہ سارے افراد پر لازم ہے، کیونکہ فرض کفایہ کی ادائیگی ایک قومی اور عمومی ضرورت کو پورا کرنا ہے، لہٰذا فی الجملہ سب لوگوں سے اسے پورا کرنے کا مطالبہ ہے، جن لوگوں میں اسے ادا کرنے کی صلاحیت ہے وہ تو براہ راست اس پر قادر ہیں، بقیہ افراد جن میں اسے ادا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، وہ لوگ اگرچہ خود اس پر قادر نہیں ہیں لیکن اس بات پر تو قادر ہیں کہ قدرت وصلاحیت رکھنے والے افراد کو اس کام کے لئے تیار کریں، لہٰذا قدرت رکھنے والے افراد سے تو اس فریضہ کی ادائیگی کا مطالبہ ہے اور قدرت نہ رکھنے والوں سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ قدرت رکھنے والوں کو آگے بڑھائیں اور اس کی ادائیگی پر آمادہ کریں''۔(۱)

امام الحرمین نے تحریر فرمایا ہے کہ ثواب کے حصول اور درجات بلند کرنے میں فرض کفایہ فرضِ عین سے بڑھا ہوا ہے، کیونکہ کوئی انسان اگر فرض عین پر عمل نہ کرے تو صرف اسی کو گناہ ہوگا اور اگر اسے ادا کرے تو صرف اسی کو ثواب ملے گا، اس کے برخلاف کسی فرض کفایہ پر عمل نہ ہونے کی صورت میں درجات ومراتب کے فرق سے سب مکلّف مسلمان گنہگار ہوں گے، تو فرض کفایہ ادا کرنے والا اپنے علاوہ تمام مخاطبین کو تنگی اور عذاب سے بچا رہا ہے، دین کی مہمات میں جو شخص تمام مسلمانوں کی قائم مقامی کر رہا ہے اس کی بلندئ درجات کا کیا پوچھنا''۔(۲)

امام الحرمین اس کے علاوہ ایک اور بڑے پتے کی بات لکھتے ہیں، فرماتے ہیں: ''جن

---

(۱) الموافقات، ج:۱،ص:۱۷۹،۱۷۸ (۲) غیاث الامم فی التیاث الظلم ،ص:۳۵۸۔

چیزوں کو فرض کفایہ کہا جاتا ہے، ان کی ادائیگی کبھی متعین طور پر بعض لوگوں پر لازم ہو جاتی ہے، مثلاً اگر کسی کے رفیق سفر کا انتقال ہو جائے اور وہاں اس کے علاوہ کوئی اور نہ ہو تو غسل، تکفین و تدفین کا فریضہ متعین طور پر اسی کے ذمہ واجب ہے، یا مثلاً کسی کو ایسے مسلمان ملیں جو مخمصہ اور اضطرار کی حالت میں ہوں اور وہ شخص ان کی بھوک دور کر سکتا ہے، ضرورت پوری کر سکتا ہے، اور صورت حال ایسی ہے کہ اگر وہ دوسروں پر ٹال کر وہاں سے آگے بڑھ جائے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ مسلمان وہیں ہلاک ہو جائیں گے، اس صورت میں پانے والے کے ذمہ ان کی مدد و کفالت ضروری ہے۔(۱)

دعوتِ اسلام سے مسلمانوں کی غفلت

غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ اور مسلمانوں میں دعوت و تبلیغ دونوں دعوت الی الخیر کے مستقل شعبے ہیں، آج کل مسلمانوں میں تھوڑا بہت دعوت و تبلیغ، اصلاح و تربیت کا کام ہو رہا ہے، جو جماعتیں یا افراد یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں وہ انتہائی خوش قسمت اور لائق مبارکباد ہیں، ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون مسلمانوں کی اہم ذمہ داری ہے، اگرچہ ان دعوتی کوششوں کے بارے میں یہ کہنا اور سمجھنا مشکل ہے کہ فرض کفایہ کی ادائیگی کے لئے جس انداز اور جس پیمانے پر محنت درکار ہے وہ ہو پا رہی ہے، لیکن غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا میدان بالکل خالی پڑا ہے، عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں یکا دکا جو محنتیں ہو رہی ہیں، ان سے انکار نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ نبی آخر الزماں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد نبیوں والے کام کی جو ذمہ داری اس امت کے سر ڈالی گئی ہے اس کی ادائیگی کسی کمزور سے کمزور شکل میں بھی ہم مسلمانوں سے ہو پا رہی ہے؟

جو شخص حالات کا جائزہ لے کر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرے گا اس کا دل گواہی دے گا کہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں ہم مسلمان مجرمانہ غفلت سے کام لے رہے ہیں، چاہئے تو یہ تھا کہ ہر ہر ملک میں داعیوں اور مبلغوں کی ایسی جماعت سرگرم عمل ہوتی جو اس ملک کے غیر مسلموں کی زبان،

---

(۱) غیاث الامم فی التیاث الظلم ص: ۳۵۹-۳۶۰۔

نفسیات اور حالات سے باخبر رہ کر مناسب اور مؤثر انداز میں ان کے سامنے اسلام کا لازوال اور دل کش پیغام پیش کرتی اور اس سلسلے میں جدید وسائل وذرائع سے بھی پورا فائدہ اٹھاتی، اپنے عمل وکردار سے بھی تبلیغ ودعوت دین کا کام لیتی، لیکن افسوس ہے کہ کسی ملک میں بھی ایسی جماعت کا سراغ نہیں ملتا اور اگر بالفرض کسی ملک میں یہ کام ہو رہا ہو تو دوسرے ممالک کے مسلمان تو اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہوسکتے جس طرح مصروشام میں فریضۂ جہاد کی ادائیگی سے، اردن وعراق کے مسلمان جہاد کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتے، اسی طرح ایک ملک یا ایک شہر میں غیر مسلموں میں تبلیغ ودعوت کا کام ہونے سے دوسرے ملک اور شہر کے مسلمان اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔

ناقابل قبول عذر وتوجیہ

بعض پڑھے لکھے لوگ بھی غیر مسلموں میں تبلیغ ودعوت نہ کرنے کے لے یہ وجہ جواز پیش کرتے ہیں کہ چونکہ ہماری قوم خود ہر طرح کے فسق وفجور میں گرفتار ہے، ان میں خود بڑے پیانے پر اصلاحی اور تبلیغی کوششوں کی ضرورت ہے، اس لئے ابتداءً ہماری توجہ مسلمانوں کی اصلاح کی طرف ہونی چاہئے، پہلے ہمیں اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے اس کے بعد غیر مسلموں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، اپنی قوم کی مکمل اصلاح کے بعد ہم پر غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری عائد ہوگی۔

یہ توجیہ بظاہر بہت دلکش اور اطمینان بخش نظر آتی ہے لیکن اسلامی اصولوں پر پرکھنے کے بعد اس کا کھوٹا پن سامنے آجاتا ہے، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مسلمانوں میں تبلیغ ودعوت اور غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام یہ دونوں امت مسلمہ کی دو الگ الگ ذمہ داریاں ہیں، محض ایک ذمہ داری کو ادا کرنے سے امت مسلمہ دونوں سے سبکدوش نہیں ہوسکتی، جس طرح نماز ادا کرنے سے ایک شخص روزے سے سبکدوش نہیں ہوسکتا، اور اگر ان میں سے ایک ذمہ داری کما حقہ ادا نہیں ہو پا رہی ہے تو یہ بات دوسری ذمہ داری کو ترک کرنے کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتی، مثلاً ایک شخص جو پابندی سے نمازیں نہیں پڑھ پاتا وہ اگر روزہ نہ رکھنے کا یہ عذر پیش کرنے لگے چونکہ میں پابندی سے نماز ہی نہیں

پڑھ پاتا اس لئے فی الحال روزے کی ذمہ داری میرے سر عاید نہیں، کوشش کررہا ہوں، جب نماز باجماعت کا پورا پابند ہو جاؤں گا اس کے بعد رمضان کے روزوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں گا تو اس کا یہ عذر مضحکہ خیز تصور کیا جائے گا، بالکل یہی حیثیت مذکورہ بالا عذر و توجیہ کی ہے، اور اگر اس توجیہ کو درست مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمیشہ کے لئے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے دروازے کو بند کر دیا جائے، کیونکہ جس دن کے لئے اس کام کو ٹالا جارہا ہے وہ دن تو قیامت تک نہیں آئے گا، ہر دور میں مسلمانوں کے اندر نیکوکاروں کے پہلو بہ پہلو بدکاروں کی جماعت بھی رہے گی اور نیکوکاروں سے بھی بشریت کے تقاضے سے غلطیاں اور نافرمانیاں سرزد ہوں گی، جس کی وجہ سے ہمیشہ مسلمانوں میں تبلیغ ودعوت، امر بالمعروف نہی عن المنکر کی ضرورت باقی رہے گی، پھر آخر وہ دن کب آئے گا جب مسلمانوں پر غیر مسلموں میں تبلیغ ودعوت کی ذمہ داری عاید ہوگی؟

تبلیغ اسلام کی اہمیت وفضیلت

غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ ودعوت چونکہ دراصل انبیاء کرام والا کام ہے، اس لئے اس کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے، نبی اکرم ﷺ کی زبانی قرآن میں اس حقیقت کا اعلان کرایا گیا ہے:

قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورہ یوسف:۱۰۸)

اے پیغمبرؐ آپ ان سے کہہ دیجئے میری راہ تو یہی ہے کہ میں پوری بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور جو میرے پیرو ہیں وہ بھی، اور خداوند تعالیٰ ہر عیب سے منزہ ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

دعوت الی اللہ کی اہمیت وعظمت کا اندازہ اللہ جل شانہٗ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(سورہ حم السجدہ:۳۳)

اور بات کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا کون ہوسکتا ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور خود بھی نیک کام کرتا رہے اور یوں کہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کو غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی کس قدر لگن تھی، اور ان کے ایمان نہ لانے کا کس قدر حزن وملال تھا اس کا اندازہ اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ، إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ (سورۃ الشعراء:۳۔۴)

اے پیغمبرؐ آپ شاید کافروں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان کھو بیٹھیں گے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کردیں کہ اس نشانی کے سامنے ان کی گردنیں پست ہوکر رہ جائیں۔

نبی اکرم ﷺ نے صرف اہل مکہ اور اہل عرب کو دین کی دعوت دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جہاں تک آپؐ سے پیغام پہنچ سکا پہنچایا، دنیا کے مشہور بادشاہوں کو خطوط کے ذریعہ ایمان واسلام کی دعوت دی، قریش کے لوگوں نے آپؐ کو ہر طرح اسلام کی دعوت سے باز رکھنا چاہا، مال ودولت، سرداری، بادشاہت ہر چیز کی لالچ دلائی لیکن آپؐ اپنے موقف پر جمے رہے، جب آپؐ کے چچا ابوطالب نے قریش کی بات آپ تک پہنچائی تو آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا:

يا عم والله لو وضعوا الشمس في يميني والقمر في يساري على أن أترك هذا الأمر حتى يظهره الله أو أهلك فيه ما تركته قال ثم استعبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكى۔(۱)

چچا جان! اگر وہ لوگ سورج میرے دائیں ہاتھ میں لاکر رکھ دیں اور چاند بائیں ہاتھ میں،

(۱) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج:۱، ص:۱۷۰۔ برحاشیہ الروض الانف۔

تب بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو غالب فرمادیں یا اسی راہ میں میں ہلاک ہو جاؤں''، پھر نبی اکرمؐ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور رو پڑے۔

اسلام کی تبلیغ و دعوت کے لئے جو تڑپ دل سوزی اور فکری مندی آخرالزماں ﷺ میں تھی اگر اس کا ایک شرارہ بھی ہم مسلمانوں کے حصہ میں آجائے تو دنیا کی تقدیر بدل جائے۔ بخاری و مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ جنگ خیبر کے موقع پر جب حملہ کرنے کے لئے نبی اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا عطا فرمایا تو آپؐ نے ان سے یہ بھی ارشاد فرمایا:

فواللہ لأن یھدی اللہ بك رجلا خیر لك من أن یکون لك حمرا لنعم (١)

خدا کی قسم، اگر تمہارے ذریعہ اللہ جل شانہ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ انٹوں سے بہتر ہے (سرخ اونٹ عرب میں بہت قیمتی شمار کئے جاتے تھے)۔

صحیح مسلم کی روایت ہے:

عن أبي ھریرۃؓ أن رسول اللہ قال: من دعا إلی ھدی کان لہ من الأجر مثل أجور من تبعہ لا ینقص ذلك من أجورھم شیئاً ومن دعا إلی ضلالۃً کان علیہ من الإثم ثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلك من آثامھم شیئاً۔(٢)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہدایت کی دعوت دیتا ہے اس کی پیروی کرنے والوں کو جو ثواب ملتا ہے اتنا ہی اس کو ثواب ملتا ہے لیکن اس سے اتباع کرنے والوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آتی، اور جو شخص گمراہی کی دعوت دیتا ہے، اس کی پیروی کرنے والوں کو جتنے گناہ ملتے ہیں اتنے ہی تنہا اس کو ملتے ہیں لیکن اس سے پیروی کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آتی۔

---

(١) صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل علی بن ابی طالب۔

(٢) صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ أو سیئۃ، ومن دعا إلی ھدی أو ضلالۃ

(٣) تفسیر قرطبی، ج:٢، ص:٤٧

کتب تفسیر میں حضرت حسنؓ سے یہ روایات درج ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے، وہ دنیا میں اللہ اور اللہ کے رسول اور اللہ کی کتاب کا خلیفہ و جانشین ہے''۔ (۳) سبحان اللہ، یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جو ایک مسلمان کو امر بالمعروف نہی عن المنکر دعوت الی الخیر سے حاصل ہوتا ہے، بیک وقت اللہ، رسول اللہ، کتاب اللہ کی خلافت و نیابت، مسلمان جس قدر بھی اس اعزاز و اکرام کو حاصل کرنے کے لئے محنت کریں کم ہے۔

تبلیغ اسلام انسانی نقطۂ نظر سے

صرف شرعی نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ عقلی اور انسانی نقطۂ نظر سے بھی مسلمانوں پر غیر مسلموں میں تبلیغ و دعوت کا فریضہ عاید ہوتا ہے، ذرا بتایئے کہ اگر ایک شخص خطرناک راستہ پر قدم بڑھائے چلا جارہا ہے، اس راستے میں خونخوار درندے انسان کو پھاڑ کھانے کے لئے گھات میں ہیں، آپ کو اس راستہ کے خطرات کا پورا علم ہے، اس جانے والے شخص سے آپ کی بار بار کی ملاقات ہے وہ آپ کا قرابت دار اور پڑوسی بھی ہے، تو کیا یہ آپ کی انسانی ذمہ داری نہیں ہے کہ اس شخص کو جس طرح ممکن ہو اس راستہ پر چلنے سے باز رکھیں؟ ایسے موقع پر آپ کی خاموش انتہائی مجرمانہ حرکت تصور کی جائے گی یا مثلاً کوئی شخص کسی خطرناک مرض میں گرفتار ہو کر جاں بہ لب ہے، زندگی سے مایوس ہو چکا ہے اور آپ کے پاس اس مرض کی ایسی مجرب دوا ہے جس سے اس کی شفا یقینی ہے، اگر اس موقع پر آپ مریض کو وہ دوا نہیں دیتے یا اس کا پتہ نہیں بتاتے تو دنیا آپ کے اس طرز عمل کو کون الفاظ میں یاد کرے گی۔ اسی طرح جب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ کفر و شرک کا نتیجہ ہمیشہ کی تباہی اور جہنم کا ہولناک دائمی عذاب ہے تو کیا یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے کہ غیر مسلموں کو (جو انسانی رشتہ سے ان کے بھائی ہیں) جہنم کی آگ اور آخرت کے عذاب سے بچانے کی تدبیر کریں؟ اس کی واحد تدبیر یہی ہے کہ انہیں پورے زور اور قوت سے اسلام کی دعوت دی جائے، یہ کتنی بڑی بے دردی اور سنگدلی ہے کہ جن انسانوں سے ہمیں بار بار سابقہ پڑتا ہے، جو زندگی کے مختلف میدانوں میں ہمارے شانہ بشانہ کام کرتے ہیں، جو ہمارے مخلص

خادم اور ماتحت ہیں، جو ہمارے زندگی بھر کے پڑوسی اور بہی خواہ ہیں ان کے ساتھ ہم اتنی بھی بہی خواہی نہ کرسکیں، زندگی میں ایک بار بھی ہمیں ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے کی توفیق نہ ہو۔

دعوت اسلام امت مسلمہ کا ہتھیار

مسلمانوں کے لئے اسلام کی تبلیغ ودعوت اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ ان کا ملی وجود خطرہ سے محفوظ رہے، دعوت ایک ہتھیار ہے جس کے ذریعہ مسلمان دوسری تحریکات اور مذاہب کے نظریاتی اور ثقافتی حملوں سے محفوظ رہتا ہے، جو قوم داعیانہ صفات کھوکر جمود وتعطل کا شکار ہو جاتی ہے وہ بہت جلد کسی دوسری دعوت وتحریک کے اثرات قبول کرکے اپنا ملی تشخص کھو بیٹھتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن ملکوں میں مسلمان داعیانہ جوش وجذبے کے ساتھ زندہ رہے وہاں ان کی جڑیں مستحکم ہوتی رہیں اور وہ باطل افکار ونظریات کے اثر سے محفوظ رہے، اور جس ملک کے مسلمانوں میں داعیانہ جذبہ وامنگ کا فقدان ہوگیا ان کی ملی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ اندلس کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال ودولت کی ان کے پاس کمی نہیں تھی۔ علم وفن، فلسفہ وسائنس میں دنیا کی پیشوائی کررہے تھے لیکن داعیانہ صفات کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی ضامن نہیں بن سکی۔ ہندوستانی مسلمانوں میں اگرچہ کچھ نہ کچھ داعیانہ اسپرٹ شروع سے رہی اور اب بھی قدرے موجود ہے لیکن داعیانہ جوش وجذبہ میں کمی کی وجہ سے صدیوں اس ملک میں رہنے کے باوجود ان کی بنیادیں مستحکم نہیں ہوئیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام اس لئے ضروری ہے کہ یہ ان کا مذہبی فریضہ ہے، انسانی ہمدردی کا تقاضہ ہے، اپنی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے، ان سب کے علاوہ نیکی اور ثواب کمانے کا بہترین راستہ ہے۔

توحید کی تبلیغ

گھٹا اِک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی   پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دمک دور دور اس کی پہنچی   جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

کیا امیوں نے جہاں میں اجالا   ہوا جس سے اسلام کا بول وبالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا   ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانہ میں پھیلائی توحیدِ مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں   پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتش کدوں میں   لگی خاک سی اڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

(مسدس حالی)

کتابیات

نمبر شمار	کتاب	مصنف	سن وفات
۱	قرآن مجید		
۲	صحیح بخاری شریف	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۳	صحیح مسلم شریف	مسلم بن حجاج قشیری، نیشاپوری	۲۶۰ھ
۴	مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)	علامہ محمد فخر الدین رازی	۶۰۶ھ
۵	الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)	ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی	۶۷۱ھ
۶	البحر المحیط	ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی (ابوحیان)	۷۵۴ھ
۷	روح المعانی	علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی	۱۲۷۰ھ
۸	تفسیر المنار	محمد رشید رضا	۱۳۵۴ھ
۹	معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحب	۱۳۹۶ھ
۱۰	غیاث الامم فی التیاث الظلم	امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی	۴۷۸ھ
۱۱	الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد	امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی	۴۷۸ھ

۱۲	المغنی	علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمود بن قدامہ حنبلی	۶۳۰ھ
۱۳	مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ	احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ	۷۲۸ھ
۱۴	الموافقات فی اصول الاحکام	ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الغرناطی الشاطبی	۷۹۰ھ
۱۵	التقریر والتحبیر	محمد بن محمد بن محمد بن حسن (ابن امیر الحاج)	۸۷۹ھ
۱۶	السیرۃ النبویۃ لابن ہشام	ابومحمد عبدالملک بن ہشام معافری حمیری	۲۱۳ھ
۱۷	الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع	شمس الدین حمد بن احمد شربینی	دسویں صدی ہجری
۱۸	کشاف اصطلاحات الفنون	محمد اعلیٰ بن علی تھانوی	۱۱۵۸ھ
۱۹	مسئلہ خلافت اور جزیرۃ العرب	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۹۵۸ء
۲۰	دینی دعوت کے قرآنی اصول	حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب	۱۹۸۳ء

مصنف ایک نظر میں

نام: عتیق احمد بن محمد رفیق مرحوم

سن پیدائش: ۱۹۵۴ء

ابتدائی تعلیم: مدرسہ نور العلوم بہرائچ

فضیلت وافتاء: دار العلوم دیوبند (۱۳۹۳ھ-۱۳۹۴/۱۹۷۳ء،۱۹۷۴)

موجودہ مشغولیت: استاذ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (از ۱۹۸۰ء)

چند عہدے اور ذمہ داریاں:

(۱) صدر و بانی معہد الشریعۃ لکھنؤ

(۲) سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

(۳) رکن اساسی ورکن عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

(۴) رکن اساسی آل انڈیا ملی کونسل

(۵) رکن اساسی المعہد العالی الاسلامی پھلواری شریف پٹنہ

فون اور ای میل: 09839776083

m.ateeque.bastavi@gmail.com

چند تصنیفات: (۱) ہندوستان میں نفاذ شریعت

(۲) زکوۃ کے مصارف (۳) زکوۃ اور مسئلہ تملیک

(۴) ہندوستان اور نظام قضا (۵) ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کا مسئلہ

(۶) اصولی مباحث (اجتہاد، عرف وعادت، ضرورت وحاجت وغیرہ

اصول مباحث پر تحقیقی مقالات)

(۷)اسلامی نکاح (۸)چند اصحاب عزیمت

(۹)دعوت اسلام-ایک اہم فریضہ

(۱۰)اسلامی سزائیں اور جرائم کی روک تھام

(۱۱)عیسائی مشنریز کی سرگرمیاں اور مسلمان

(۱۲)تحقیق وتسہیل ازالۃ الشکوک تصنیف حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (چار جلدیں)

(۱۳)اسلام کا نظام میراث

(۱۴)حضرت علامہ شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ مہاجر مکی حیات وخدمات

(۱۵)دعوت فکر وعمل

معہد الشریعہ لکھنؤ

اغراض ومقاصد

(۱) دور حاضر میں اسلام کی اطمینان بخش تعبیر وتشریح کرنا اور اسلامی شریعت کی ایسی ترجمانی کرنا جو موجودہ نسل کے دل ودماغ کو مطمئن کر سکے۔

(۲) اسلامی شریعت کے انسانی اور عادلانہ پہلوؤں کو خاص طور پر اجاگر کرنا اور اسلام کی ان تعلیمات کی ترویج اور اشاعت کرنا جن سے اسلام کی میانہ روی، وسطیت، رواداری اور عدل گستری واضح ہوتی ہے۔

(۳) مسلمانوں میں اسلامی شریعت کے تئیں بیداری پیدا کرنا، اس بات کی کوشش کرنا کہ مسلمان اپنی عام زندگی میں اسلامی شریعت پر عمل پیرا ہوں، اور شرعی احکام سے واقف ہونے کی کوشش کریں۔

(۴) مسلمانوں کے مختلف طبقات (وکلاء، ڈاکٹرس، تجار وغیرہ) کو ان سے متعلق شرعی احکام کی واقفیت بہم پہنچانے کے لئے مختلف قسم کے پروگرام ترتیب دینا، مختصر مدتی کورس جاری کرنا، کیمپس منعقد کرنا وغیرہ۔

(۵) مسلمان نوجوانوں کو اسلامی شریعت سے واقف کرانے اور شریعت پر ان کا اعتماد قائم ومستحکم کرنے کے لئے جد وجہد کرنا۔

(۶) اسلامی شریعت کے بارے میں غیر مسلموں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے سیمنار، سمپوزیم وغیرہ منعقد کرنا اور اس مقصد کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا

بھرپور استعمال کرنا۔

(۷) اسلامی شریعت کے مصادر اور اسلامی شریعت سے وابستہ مختلف موضوعات پر ریسرچ و تحقیق کرانا، اسلامی شریعت کے ماہرین کی مدد سے اس کا منصوبہ بنانا۔

(۸) دینی مدارس کے باصلاحیت اور ہونہار فضلاء کو مختلف اسلامی علوم اور عصری علوم میں ماہر بنانے کے لئے تکمیل و تخصص کے کورس تیار کرنا اور جاری کرنا۔

(۹) اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کے مسلم طلبہ کو اسلامی شریعت سے واقف کرانے کے لئے منصوبہ سازی اور اقدامات کرنا۔

(۱۰) اسلامی شریعت پر کام کرنے والے تحقیقی اور تصنیفی اداروں سے رابطہ رکھنے کی کوشش کرنا اور ان کے اشتراک و تعاون سے اسلامی شریعت پر مختلف منصوبوں کو روبہ عمل لانا۔

(۱۱) مذکورہ بالا مقاصد کے لئے ادارے قائم کرنا، سیمینار، سمپوزیم منعقد کرنا، اسٹڈی گروپ تشکیل دینا اور ایسا ہر کام کرنا جو مقاصد بالا کو پورا کرنے والا ہو۔